۷۸۶

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

دیہات میں جمعہ کے جواز و عدم جواز کی تحقیق

دیہاتی جمعہ

تصنیف

شیخ القرآن حضرت استاذ العلماء علامہ محمد فیض احمد صاحب اویسی رضوی

باعانت

مولانا صاحبزادہ محمد سعید احمد اویسی صاحب خطیب سرور دلی

ناشر: مکتبہ اویسیہ رضویہ، سیرانی روڈ
بہاولپور، پاکستان۔

دیہاتی جمعہ

شمس المصنفین ،فقیہ الوقت،فیضِ ملت،مفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال:

(۱) جمعہ کی کُل کتنی رکعت ہیں؟

(۲) جمعہ نفل ادا کرنے سے نمازِ ظہر کے فرض ضروری ہیں یا جمعہ نفل کیا ہے؟

(۳) کتنی آبادی میں جمعہ فرض ہے آج کل گاؤں میں شرعی نوعیت کیا ہے جبکہ آبادی چار ہزار میں ایک مسجد ہو؟

(صاحبزادہ مولانا) محمد سعید احمد اُویسی سرورالی، جڑانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہٖ الکریم

الجواب: (منہ الھدایۃ والصواب)

(۱) جمعہ فرض ہے نص قطعی سے ثابت ہے۔ جمعہ کی نماز فرض ہونے کے لئے چار شرطیں ہیں۔ مرد ہونا، آزاد ہونا، تندرست ہونا، مقیم ہونا۔ عورتوں پر جمعہ فرض نہیں، غلاموں پر فرض نہیں، جو بیمار ہو یا اُس کے ہاتھ پاؤں سلامت نہ ہوں، مسجد میں نہیں آسکتا ہو اُس پر فرض نہیں، قیدیوں پر فرض نہیں، مسافروں پر فرض نہیں۔

اُس کی صحت ادا کے لئے یہ شرطیں ہیں۔ شہر ہو گاؤں میں صحیح نہیں، بادشاہ یا اُس کا نائب ہو اگر مسلمان اپنے اتفاق سے کسی عالمِ دین کو جمعہ پڑھانے کے لئے مقرر کریں تو وہ بھی بادشاہ یا اُس کے نائب کے قائم مقام ہوگا۔ ظہر کا وقت ہو

اُس کے بعد صحیح نہیں، خطبہ ہو اُس کے بغیر بھی صحیح نہیں، جماعت ہو اُس کے بغیر صحیح نہیں۔

جب کسی جگہ شرائط وجوب اور شرائط ادا ہوں تو جمعہ اُس وقت ظہر کے قائم مقام ہوگا یا اُس کا مسقط (نزول کی جگہ) اس کی دو رکعت فرض ہیں۔ چار سنتیں اُس سے پہلے اور چار سنتیں اور دو سنتیں کل چھ سنتیں بعد جمعہ۔

(۲) جمعہ نفل کوئی شئے نہیں البتہ جہاں جمعہ کی صحت ادا میں شک ہو۔ وہاں احتیاط الظہر ہے اس کی تفصیل آتی ہے۔

(۳) دُرِ مختار میں ہے

هي فرض عين يكفر جاهدها بثبوتها بالدليل القطعي۔

ترجمہ : یہ فرضِ عین ہے اس کا منکر کافر ہے اس لئے کہ یہ دلیل قطعی سے ثابت ہے۔

احناف کے نزدیک جمعہ کی اقامت کے لئے مصر (شہر) شرط ہے۔

عینی شرح بخاری میں ہے

ومذهب ابي حنيفة انه لاتصح الجمعه الا في مصر جامع او في مصلى المصر ولا تجوز في القرى

ترجمہ : اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مذہب ہے کہ جمعہ مصر جامع یا مصلی مصر کے بغیر جائز نہیں اور دیہات میں جمعہ جائز نہیں۔

مصر "شہر" کی تعریف

مصر (شہر) کی تعریف میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے۔

(۱) ہدایہ میں ہے

هو كل موضع له امير وقاض يقدر على اقامة الحدود وهذا هو ظاهر الرواية۔

ترجمہ : جہاں ایسا امیر و قاضی (حاکم) ہو جو اقامتِ حدود پہ قادر ہو اور یہی ظاہر الروایۃ ہے۔

(۲) شرح وقایہ میں ہے

وهو ما لايسع اكبر مساجده المكلفين بها وهو المفتي به۔

ترجمہ : مصر وہ جگہ ہے جہاں کی بڑی مسجدیں مکلفین (بالغین) سے پُر ہو سکے۔

(۳) حضرت علامہ محمد حسن فاروقی مجددی معاصر امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ

درِ مصر اختلاف بسیا راست

ترجمہ : مصر کی تعریف میں بہت بڑا اختلاف ہے۔

مذکورہ بالا دو قول نقل کرکے چند دیگر نقل فرماتے ہیں:

علما حی نویسند که مصر آنرا گویند که درد اهل حرفه موجود باشد۔

ترجمہ : مصر اُسے کہتے ہیں جہاں اہلِ حرفت (کاریگر) رہتے ہوں۔ (لوہار، درکان، مستری) موچی وغیرہ وغیرہ۔

(۴) بعضے ولی گویند که مصر آں شهررا گفته می شود که درا ورده هزار مرد مکلف موجود باشند۔

ترجمہ : بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ مصر اُس شہر کو کہا جاتا ہے جس میں کم از کم دس ہزار (۱۰۰۰۰) مرد مکلّف ہوں۔

(۵) بعض می گویند که مصر آں شهر را گفته می شود که در عرف نام آں در شهر ها شمرده شود چوں بغداد و بخارا۔

ترجمہ : بعض فرماتے ہیں کہ مصر اُس شہر کو کہا جاتا ہے جو عرف میں شہر مشہور ہے جیسے بغداد، بخارا وغیرہ۔

خلاصہ

فقہاء کے اسی اختلاف کے پیشِ نظر بعض نے شہر کی شرط مفقود (ناپید) سمجھ کر جمعہ ہی ختم کر ڈالا ایسے حضرات اگرچہ قابلِ احترام تھے لیکن جمہور نے اُن کا قول غیر معتبر سمجھ کر قبول نہ کیا بلکہ اُن کی تردید میں ضخیم تصانیف و رسائل تحریر فرمائے۔ اس کی تفصیل فقیر نے ''احسن القری فی الجمعۃ فی القریٰ'' میں لکھی ہے۔

دورِ حاضرہ کے جمعات

آج کل شرعی اُمور میں بے راہ روی ہے۔ کوئی کسی کی نہیں مانتا جہاں جی چاہا جمعہ مقرر کر لیا۔ شرائط کی کوئی پرواہ نہیں وہابیوں غیر مقلدوں کے نزدیک بستیوں میں جمعہ جائز ہے ان کے شر سے بچنے کے لئے ہمارے سنی برادری مجبوری سے جمعہ شروع کر دیتے ہیں اُن کے لئے فقیر اُویسی غفرلہ وہی کہتا ہے جو ہمارے امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ فرما گئے۔ بحمد اللہ اہلِ انصاف و علم صاف جان جائیں گے کہ حق سے متجاوز نہیں۔ ہم نہ اس کے خلاف عمل کر سکتے ہیں نہ زنہار مذہب ائمہ مذہب چھوڑ کر دوسری بات پر فتویٰ دے سکتے ہیں۔ مگر درباره (درباروالے) عوام کے لئے فقیر کا طریق کار عمل یہ ہے کہ ابتداءً خود اُنہیں منع نہیں کرتا نہ اُنہیں نماز سے باز رکھنے کی کوشش رکھتا ہے۔ ایک روایت پر صحت اُن کے لئے بس ہے وہ جس طرح خدا جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیں غنیمت ہے۔ مشاہدہ ہے کہ اس سے روکئے تو وہ وقتی چھوڑ بیٹھتے ہیں آخر میں اہلِ علم کو انتباہ فرمایا کہ یہ عوام کالانعام کے لئے ہے البتہ وہ عالم کہلوانے والے کو مذہب امام بلکہ مذہب جملہ ائمہ حنفیہ کو پس پشت ڈالتے تصیحات جماہیر ائمہ ترجیح و فتویٰ کو پیٹھ دیتے اور ایک روایت نادرہ مرجوحہ مرجوع عنہا غیر

صحیح کی بناء پر اُن جہال کو وہ (دیہات) میں جمعہ قائم کرنے کا فتویٰ دیتے ہیں۔ یہ ضرور مخالفت مذہب کے مرتکب اور اُن جہلاء کے گناہ کے ذمہ دار ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ شریف، جلد ۳، صفحہ ۷۱۴)

انتباہ

علماء و مشائخ اور دین کے درد رکھنے والے حضرات شرائط کے فقدان پر جمعہ قائم شدہ کو بند کرنے کے بجائے عوام کو اپنے حال پر رہنے دیں اور خود اپنی نمازِ ظہر ترک نہ کریں اور جہاں شرائط کا اشتباہ ہے وہاں احتیاط الظہر پڑھیں جس کی تفصیل آتی ہے۔

فیصلہ حق

مذکورہ بالا اقوال کے اختلاف کی بناء پر محققین نے احتیاط الظہر کا حکم فرمایا یعنی ادائیگی جمعہ کے بعد چار رکعت مطلق (فرض نہ نفل) نیت ذیل سے پڑھے

نویت اربع رکعات آخر ظهر ادرکته ولم اصله بعد

ترجمہ : میں نے اُن چار رکعت کی نیت کی ہے جو آخری ظہر جسے میں نے پایا لیکن ابھی تک نہ پڑھ سکا۔

اقوال الائمه والفقهاء

مذکورہ بالا اقوال صرف فقہائے احناف کے ہیں۔ ائمہ غیر احناف (رحمہم اللہ) میں بھی شہر کی تعریف میں اختلاف ہے چنانچہ علامہ عینی شرح بخاری میں لکھتے ہیں

واختلف العلماء فی الموضع الذی تقام فیه الجمعة فقال مالك كل قرية فيهما مسجد او سوق فالجمعه واجبة علی اهلها ولا يجب علی اهل العمود و ان كثر والانهم فی حكم المسافرين وقال الشافعی واحد كل قرية فيها اربعون رجلاً احرار بالغين عقلاء مقيمين بها لا يظعنون عنها صيفاً ولاشتاءً الا ظعن حاجة فالجمعة واجبة سواء كان البناء من حجر وخشب اوطين او قصب اوغير ها الخ۔ (عمدۃ القاری شرح البخاری فی باب الجمعہ فی القریٰ)

ترجمہ : جہاں جمعہ قائم کیا جائے اُس کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک نے فرمایا ہر وہ بستی جس میں مسجد یا بازار ہو۔ اُن لوگوں پر جمعہ واجب ہے لیکن اہل عمود پر جمعہ واجب نہیں اس لئے کہ وہ مسافروں کے حکم میں ہیں۔ امام شافعی و امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے فرمایا کہ جس بستی میں چالیس (۴۰) آزاد بالغ مرد عقلاء موجود ہوں وہ وہاں سے سردیوں، گرمیوں میں قلب مکانی نہ کرتے ہوں سوائے ضرورت شدیدہ کے جب اتفاقی طور واقع ہو تو اُن لوگوں پر جمعہ واجب ہے

۔خواہ اُن کی رہائش مکان (پتھروں اور پکی اینٹوں سے تیار شدہ وغیرہ وغیرہ ہوں) یا کچے یا چھپر وغیرہ۔

تطبیق

اُصولِ فقہ کا قاعدہ ہے کہ جہاں اختلاف الائمہ والعلماء ہو وہاں ایسے قول پر عمل کیا جائے جو دوسرے ائمہ کے اقوال کی بھی رعایت ہو جیسا کہ وضو کے مسائل میں دُرِ مختار کتاب الطہارۃ فی مبحث نواقض الوضوء میں ہے

لا ینقضہ مس ذکر لکن یدہ ندنا وامرأۃ و امرد لکن ینذب الوضوء للخروج من الخلاف ۔

(ای خلاف الشافعی رحمۃ اللہ)

ترجمہ : اپنے ذَکر (عضوتناسل) کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہاتھ کو دھوئے یہ ندبا ہے ایسے ہی عورت اور بے ریش کو ہاتھ لگ جائے وضو نہ ٹوٹے گا ہاں وضو کرنا مندوب ہے تاکہ خلاف سے نکل جائے۔

یعنی وہ خلافِ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مشہور ہے کہ اُن کے نزدیک ذَکر، عورت اور بے ریش کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

فائدہ

اس قاعدے کی بے شمار مثالیں کتب فقہ واصول میں موجود ہیں۔

ثبوت احتیاط الظہر

قاعدہ مذکورہ کی وجہ سے مصر کی تعریف میں فقہاء وائمہ اور احناف کا اختلاف ہے اگرچہ بعض کے قول کے نزدیک شرح وقایہ معتبر اور مفتی بہ ہے چنانچہ بحرالرائق وغیرہ میں ہے اسی لئے جن بڑے دیہات میں جمعہ پڑھایا جاتا ہے وہاں احتیاط الظہر پڑھنا ضروری ہے کیونکہ جو تعریف صاحب ہدایہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی ہے اُس کے لئے ادائیگی جمعہ میں شک ہی نہیں۔ جب اس کے شرائط موجود ہوں جس دیہات میں بعض شرائط ہوں اور بعض نہ ہوں تو بھی جمعہ کی ادائیگی مشکوک ہوگئی۔ ایسے ہی شہر میں ایک جمعہ ادا کیا گیا دوسری مساجد میں جمعہ کی ادائیگی کا حال ہے اگرچہ ہمارے نزدیک شہر میں متعدد مقامات پر جمعۃ المبارک جائز ہے۔ چنانچہ فقہاء کرام لکھتے ہیں

تودی الجمعہ فی مصر واحد فی مواضع کثیرۃ وھو قول ابنحیفۃ وبہ ناخذ ھکذا فی البحر الرائق وعیمی ۔

(ہدایہ، جلد۱، صفحہ۱۲۶، وعالمگیری، جلد۲، صفحہ۱۱۷ وغیرہ وغیرہ)

ترجمہ : ایک ہی شہر میں متعدد مقامات پر جمعہ جائز ہے یہی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے اور اسی پر ہمارا

عمل ہے یعنی ہم اس قول کو لیتے ہیں۔

لطیفہ

غیر مقلدین وہابیہ کے نزدیک شہر کتنا ہی کیوں نہ بڑا ہو صرف ایک مسجد میں جمعہ جائز ہوگا اور جمعہ کے لئے اُن کے ہاں شہر کی شرط غلط ہے اسی لئے وہ چھوٹی بڑی بستی میں جمعہ کی فرضیت کے قائل ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب ''احسن القریٰ''

خلاصۃ الجواب

مذکورہ بالا دو قاعدوں اور احادیث صحاح و کتب فقہ و فتاویٰ سے ثابت ہوا کہ جمعہ بجمیع شرائط مسقط ظہر ہے بلا شرائط ہرگز مسقط ظہر نہیں ہوسکتا اور جہاں کہیں شرائط میں شک پڑ جائے تو ظہر کی نماز احتیاطاً ادا کر لیتے ہیں۔ چنانچہ نقایہ وشامی وفتاویٰ عالمگیر وغیرہ کتب میں مسطور ہے

ثم فی کل موضع وقع الشک فی جواز الجمعة لوقوع الشک فی امصر او غیرہ و اقام اھلہ الجمعة ان یصلو باالجمعة اربع رکعات وینوا الظھر حتی لولم تقع الجمعةموضع مایخرج عن عھدة فرض الوقت ھکذا فی المحیط وفتح القدیر و فتاوی جواھر الفتاویٰ وبدر السعادة والتاتارخانیه وابراھیم شاہ وجامع الفتاویٰ والکافی وفتاویٰ عتابیه وفتاویٰ خزانة المفتین وخزانة العلوم وفتاویٰ المحمدیه ان وقع الشک فی المصر فلیصلوا اربعاً فرض وقت بعدا الفراغ من صلواة الجمعة الخ۔

ترجمہ : جس جگہ شک پڑ جائے جمعہ کی نماز کے جواز میں جیسے مصر کی تعریف وغیرہ میں اگر وہاں کے لوگ نمازِ جمعہ ادا کریں لیکن اس کے بعد چار رکعت دیگر فرض پڑھیں تاکہ جمعہ نہ ہو تو فرض وقتی (ظہر) سے یقینی طور برأت ہوگی۔

احتیاط الظہر

احتیاط الظہر دفع شک کے لئے پڑھی جاتی ہے کیونکہ ہمارے ملک پاکستان میں ادائے جمعہ کے شرائط جو قرآن مجید اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہوچکے ہیں۔ بعض اس ملک میں پائے جاتے ہیں اور کچھ نہیں پائے جاتے چنانچہ بادشاہ مسلم یا اس کا نائب اور حدود شرعیہ کا جاری ہونا اور مصر ظاہر روایت میں اس شہر کو کہتے ہیں جس میں بادشاہ یا نائب بادشاہ حدود شرعیہ جاری کرے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ متعدد جگہ ایک شہر میں جمعہ پڑھنا اکثر[1] علماء دین کے نزدیک ناجائز ہے کیونکہ مکہ ومدینہ طیبہ میں ایک ہی جگہ جمعہ پڑھایا جاتا تھا۔ اسی لئے بعض علمائے دین نے کہا ہے کہ اگر کئی جگہ شہر میں جمعہ پڑھا جائے

[1] ہمارے نزدیک شہر میں متعدد جمعات بلا اختلاف جائز ہیں۔ اُویسی غفرلہ

تو جنہوں نے پہلے پڑھ لیا ہوگا اُن کا جمعہ ادا ہو جائے گا۔ باقی تمام ظہر کی نماز ادا کریں اگر سب شک کریں کہ پہلے کون سی جگہ ہوا تو اس صورت میں تمام ظہر کی نماز دوبارہ ادا کریں چنانچہ میزان الشعرانی میں ہے

ومن ذلك قول الائمة الاربعة لايجوز تعدد الجمعة فی بلد۔

ترجمہ : یعنی اس مسئلہ میں چاروں اماموں کا قول ہے کہ کسی جگہ میں ایک شہر میں جمعہ پڑھنا جائز نہیں۔

جبکہ ایک جگہ جمعہ ہوتا ہو اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ جنہوں نے پہلے پڑھا ہے اُن کا ہوگا اور احتیاط الظہر کا حکم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت حسن بن زیاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور صاحبین کے ہم پلہ ہیں سے اور صحابہ تابعین سے مروی ہے چنانچہ کتاب ردالمحتار و عینی شرح ہدایہ جلد دو، صفحہ ۱۰۶ میں ہے کہ

لما ابتلى اهل المصر باقامة الجمعتين بها مع اختلاف العلمآء فی جواز ها امروا باقامتهم بادع الاربعة بعد الجمعة احتياطاً واختلفوا فی نيتها قيل ينوى الظهر يومه وقيل اخر ظهر عليه وهو الا حسن وقيل الا حوطان يقول نويت اخر ظهر ادركت وقته ولم اصله بعد وقال الحسن اختيارى ان يصلى الظهره بهذه النية ثم يصلى اربعا نية السنة الخ۔

ترجمہ: شہر میں جب لوگ دو جگہ جمعہ پڑھنے میں مبتلا ہوئے حالانکہ اس مسئلہ میں علماء کا بہت اختلاف تھا اور حکم دیا گیا کہ تم لوگ جمعہ پڑھو لیکن اُس کے بعد چار رکعت ظہر احتیاطاً ادا کر لیا کرو اور اس کی نیت میں بھی اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا کہ اس روز کی ظہر پڑھے، بعض نے کہا کہ یوں کہے کہ آخر ظہر کی نیت جس کا میں نے وقت پالیا اور ابھی اس کو پڑھا نہیں اور امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ بہت پسندیدہ امر ہے کہ ظہر اسی طور سے پڑھے پھر چار رکعت سنت پڑھے۔ گویا یہ روایت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کیونکہ جو روایات اُن کے شاگردوں سے حاصل ہوتی ہیں وہ سب امام صاحب سے مروی ہیں۔ (ردالمحتار، صفحہ ۴۶)

صاحب بحرالرائق و ردالمحتار و فتح القدیر و میزان الشعرانی نے بوجہ مفقود ہونے شرائط کے دوبارا احتیاط الظہر کو پڑھنا واجب لکھا ہے اور فتاویٰ خانیہ اور صاحب بحرالرائق نے بھی لکھا ہے کہ ابراہیم نخعی و ابراہیم بن مہاجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم جو صحابی تابعین سے ہیں جب دیکھتے اپنے امیروں کو ظالم یا کوئی شرط مفقود تو جمعہ کے اوّل یا اس کے پیچھے بطور خفیہ ظہر کو ادا کرتے۔

ولذلك تاويلان وحكى فی الظهر ية والخانية عن ابراهيم النخعی و ابراهيم ابن مهاجر انهما كانا يتكلفان وقت الخطبة فقيل لابراهيم نخعی فی ذلك فقال انی صليت الظهر فی داری ثم رحت الى

الجمعة تقية ولذلك تا ویلان احد هما ان الناس كانو فی ذلك الزمان فريقين منهم لايصلون الجمعة لانه كان لايرىٰ الجائرا سلطاناً وسلطانهم يومئذ كان جائراً فانهم كانو لايصلون الجمعة من اجل ذالك وكان فريق منهم يترك الجمعة لان السلطان كان يؤخر الجمعة عن وقتها فی ذالك الزمان فكانو ياتون الظهر فی دارهم ثم يصلون مع الامام وتجعلونها سبحة ای نافلة۔ (قاضی خاں)

فائدہ

اس سے معلوم ہوا کہ بعض اصحابِ تابعین میں سے بھی سلطان جائز ہونے کی وجہ سے جمعہ کو ترک کر کے صرف ظہر ادا کرتے تھے۔ بعض ظہر کو خفیہ طور پر ادا کر لیتے اور جمعہ نفلی طور پر پڑھتے اور علاوہ ازیں کتب فقہ معتبرہ مثل فتح القدیر و شامی و عالمگیری و غرائب ظہیریہ و قنیہ و عینی شرح ہدایہ و شرح سفر السعادت و نہر الفائق و فتاویٰ رحمانیہ و مجمع البحار وغیرہ میں لکھا ہے:

ان وقع الشك فی المصر فليصلوا ربعا فرض الوقت بعد الفراغ من صلوٰة الجمعةواختلفوفی النية والصحيح ان يقول اصلی لله تعالیٰ اربع ركعات صلواة الظهر التی ادركت ولم اصلهٖ بعد الخ۔

ترجمہ : جب شک پڑ جائے مصر میں تو لوگ چار رکعتیں پڑھیں فرضی وقت کے پیچھے نمازِ جمعہ کے اور اختلاف کیا اُنہوں نے نیت میں اور صحیح یہ ہے کہ کہے نماز پڑھتا ہوں واسطے اللہ کے چار رکعت نمازِ ظہر جو میں نے پائی ہے اور نہیں پڑھی۔

سوال

ایک بار فریضہ ادا کر کے دوبار پڑھنا ممنوع ہے۔ حدیث شریف میں ہے

لايصلی بعد صلوٰة مثلها

ترجمہ : نماز پڑھنے کے بعد ویسی ہیئت پر نماز نہ پڑھنی چاہیے۔

جواب

علمائے دین و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا حدیث مذکور کی تشریح میں اختلاف ہے، بعض نے کہا کہ اس سے مراد محلّہ کی مسجد ہے کہ اس میں ایک بار جماعت کے بعد دوبار جماعت نہ ہو۔ (عینی شرح کنز)

لیکن اگر ہیئت بدل لے جائے مثلاً امام کی جگہ دوسری جگہ جماعت ہو تو یہ جماعت جائز ہے (ردالمختار) اسے جماعت ثانیہ کہا جاتا ہے اہلِ سنت کا اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسالہ مشہور ہے فقیر اُویسی غفرلہٗ نے اُن کے فیض سے رسالہ لکھا ''جماعت ثانیہ کا ثبوت'' جو ''فیضِ عالم'' ماہنامہ (جامعہ اُویسیہ بہاولپور) میں قسط وار شائع ہوا۔

صلواۃ الشک کا ثبوت

(۱) صحابہ کرام اگر تنہا نماز کو ادا کر لیتے تو پھر اگر جماعت مل جاتی تو اسی نماز کو دوبارا امام کے ساتھ پڑھ لیتے۔

(۲) حضور ﷺ صحابہ کرام کو دوسری جماعت میں شمولیت کی تعلیم دیتے۔

(۳) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نماز میں کسی طرح کا شک پڑ جاتا تو اُس نماز کو دوبارہ ادا کر لیتے۔ چنانچہ دارمی ونسائی ومشکوٰۃ میں بروایت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ دو صحابی سفر میں نکلے اور اُن کو پانی نہ ملا دونوں نے تیمم کر کے نماز پڑھی۔ بعد نماز ادا کرنے کے اُن کو اُسی وقت پانی ملا اور ایک نے وضو کر کے نماز کو دوبارہ پڑھ لیا اور دوسرے نے ایسا نہ کیا اور دونوں نے حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں یہ ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے دوبارہ نماز کو پڑھ لیا ہے اس کو دوہرا ثواب ملا اور دوسرے کی نماز بھی ہو گئی لیکن یہ ثواب نہ ملا۔ (بہر حال) جمعہ میں شک گزر جانے پر احتیاط الظہر کے بے شمار دلائل ہیں گذشتہ صدی کے اوائل میں جمعہ کی بعض شرائط کے فقدان پر بعض علمائے پنجاب وسندھ نے سقوطِ جمعہ کا فتویٰ دیا تو علمائے اہلِ سنت نے اُن کی تردید میں رسائل وکتب تالیف فرما کر یہی ثابت فرمایا کہ فرضیت جمعہ کسی طریق سے ساقط نہیں ہوسکتی اگر بعض شرائط مفقود ہیں تو چار رکعت احتیاط الظہر پڑھنا ضروری ہے۔

سنن بعد الجمعہ

حضور نبی پاک ﷺ سے بعد الجمعہ دو اور چار رکعت ثابت ہیں۔

(۱) حدیث میں ہے کہ آپ جمعہ کے بعد دو رکعت سنت پڑھا کرتے تھے۔

(۲) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ جمعہ کے بعد چار رکعت ادا کیا کرو۔

(۳) حضرت اِبنِ عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم چھ رکعت کا حکم دیا کرتے تھے۔ (ترمذی)

(۴) عینی شرح بخاری میں ہے:

قال رسول اللہ ﷺ من کان منکم مصلیاً بعد الجمعہ فلیصل اربعاً ھذاحدیث حسن صحیح۔

(طحاوی وغیرہ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں کوئی شخص جمعہ کے بعد نماز پڑھے تو چار رکعات پڑھے۔

فی مسند سعد بن ابی عبدالرحمن اسلمی قال علمنا ابن مسعود ان نصلی بعد الجمعۃ اربعاً فلما قدم علینا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ علمنا ان نصلی ستاً۔

ترجمہ: سعد ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنن میں عبدالرحمٰن سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سکھایا کہ جمعہ کے بعد چار رکعت پڑھیں پھر جب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے شہر میں تشریف لائے تو اُنہوں نے ہمیں سکھایا کہ ہم چھ رکعت پڑھیں الخ۔

فائدہ

اس سے معلوم ہوا کہ چھ چار پر زائد ہیں اور امر زائد مثبت پر ہوا کرتا ہے اور قاعدہ ہے کہ

المثبت مقدم لی النافی

ترجمہ: مثبت نفی کرنے والے پر مقدم ہوا کرتا ہے۔

پس بعد جمعہ کے چھ رکعت کا پڑھنا مختار رہا اور یہ چار رکعت احتیاطی ملا کر دس رکعت ہوئیں چنانچہ کتبِ فقہ حنفیہ میں بھی ان کا ذکر ہے

انہ یصلی بعد الجمعۃ عشر رکعات الخ۔ (درالمختار)

ترجمہ: حاصلِ کلام یہ ہے کہ جمعہ کے بعد دس رکعت پڑھے۔

ازالہ وھم

دورِ حاضرہ میں ہر اُردو کی چند کتابیں پڑھنے والا مجتہد ہے اسی لئے جمعہ کے بعد کی رکعات کے لئے دو اور چار میں اختلاف کرتے ہیں حالانکہ مذکورہ روایات سے چھ رکعات ثابت ہو رہی ہیں۔ دو رکعت سنت فعلی سے اور چار رکعات سنت قولی سے احناف کا تطبیق الروایات (بمطابق روایات) پر احسن عمل ہے کہ قولی فعلی سنت پر عمل کرتے ہیں۔

(الحمدللہ علی ذلک)

سوال: جب جمعہ فرض ہے تو شرائط کا چکر کیوں؟

جواب: چونکہ یہ نمازِ جمعہ اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں اُمتِ مسلمہ کو اجتماعی طور پر ایک دوسرے سے منسلک رہنے کی مصلحت ہے اسی لئے اس میں دو اہم شرطیں ہیں۔

(۱) جمعہ میں خلیفہ اسلام (بادشاہ) یا اُس کا نائب۔

(۲) شہر میں ادا کرنا۔

پہلی شرط کے بارے میں عینی شرح بخاری میں ہے کہ حضرت ابنِ منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سنت یہی ہے کہ جمعہ قائم کرنا سلطان کا حق ہے یا جس کو اُس نے قائم کیا ہوا گر یہ نہیں تو لوگ ظہر کی نماز پڑھیں۔

وقال ابن المنذر مضت السنة بان الذی یقیم الجمعة سلطان و من قام بهابا مره فاذالم یکن ذلك صلوا لظهر۔

اور حبیب ابن ثابت امام اوزاعی ومحمد بن مسلمہ ویحییٰ بن عمر مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے فرمایا کہ جمعہ بدوں خطبہ وامیر کے نہیں ہوسکتا اور ایک روایت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہے کہ اگر بدوں سلطان کوئی شخص آگے ہو کر نمازِ جمعہ پڑھائے تو جائز نہ ہوگی اور کبیری شرح منیہ میں لکھا ہے کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی تعالیٰ اللہ عنہ کا محاصرہ کیا تو حضرت علی رضی تعالیٰ اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی تعالیٰ اللہ عنہ خلیفہ وقت سے اجازت لے کر جمعہ کی نماز پڑھائی۔

وعلیٰ هذا کان السلف من الصحابة و من بعد هم حتی ان علیاً رضی الله عنه انما جمع ایام محاصرة عثمان باامرہٖ۔

ترجمہ : اس پر سلف صحابہ اور اس کے بعد تابعین وغیرہ رہے ہیں حتیٰ کہ حضرت علی رضی تعالیٰ اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی تعالیٰ اللہ عنہ کے محاصرہ کے دنوں میں اُن کے حکم سے جمعہ پڑھایا تھا۔

فائدہ

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ جمعہ بدوں سلطان ونائب جائز نہ ہوگا ورنہ مسلمانوں کو نماز احتیاط ظہر پڑھنی ہوگی چنانچہ فتاویٰ عزیزی، جلد۲، صفحہ۳ میں ہے کہ جن ممالک اور جس جگہ جمیع شرائط سے جمعہ پڑھایا جائے تو وہاں احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں وہاں صرف جمعہ کے بعد چھ رکعت پیشیں پڑھنی چاہئیں۔ پہلے چار اور پھر دو اور جہاں کہیں شرائط جمعہ میں شک پڑ جائے تو وہاں بعد از دو رکعت نمازِ جمعہ دس رکعات ادا کی جائیں چنانچہ شامی و شرح نقایہ وغیرہ میں بھی اسی طرح ہے جس کے حوالہ جات فقیر پہلے لکھ چکا ہے۔

شہر کی شرط:

جمعہ میں شہر کی شرط بھی اسی اجتماعیت کے پیشِ نظر ہے اور وہ بھی حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ کے عملدرآمد سے ہے۔ اسی لئے ہمارے مذہب حنفی میں جمعہ چھوٹے چھوٹے گاؤں میں باوجود بادشاہ اسلام ہونے کے بھی جائز نہیں وہاں ظہر پڑھنی چاہیے ہاں اگر کہیں جمعہ قائم ہو چکا ہے اور لوگ مدت سے پڑھتے چلے آرہے ہیں تو اُن کو جمعہ سے نہ روکا جائے جہاں ظہر کی نماز فرضاً بعد از جمعہ بستیوں میں پڑھنا ثابت ہوتا ہے وہاں قریہ سے مراد شہر اور محلہ شہر مراد ہے۔ چنانچہ مجمع البحار و قاموس وغیرہ کتب معتبرہ اس پر شاہد ہیں اور قرآن مجید سے بھی ثابت ہے کہ قریہ شہر کو بولا جاتا ہے چنانچہ فرمایا:

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۝

ترجمہ: اور بولے کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن ان دوشہروں کے کسی بڑے آدمی پر۔ (پارہ ۲۵، سورۃ الزخرف، آیت ۳۱)

ای مکۃ وطائف ذکرہ فی الکبیری و فتح القدیر

اور سورہ بقرہ میں ہے

هٰذِهِ الْقَرْيَةَ

ترجمہ: اس بستی میں۔ (پارہ ۱، سورۃ البقرۃ، آیت ۵۸)

یہاں بیت المقدس

مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ

ترجمہ: جوگزرا ایک بستی پر اور وہ ڈھئی پڑھی تھی۔ (پارہ ۳، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۵۹)

یہاں شہر ایلیاءُ مراد ہے بلکہ اکثر مقامات پر ''قریہ'' کا اطلاق شہر پر آیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ چھوٹے دیہات میں جمعہ بالکل جائز نہیں بڑے دیہات جو شرح وقایہ کی تعریف میں شہر سمجھے جاتے ہیں ایک قول پر جمعہ جائز ہے جہاں جمعہ کی شرائط کا شک ہو۔ وہاں سمجھدار حضرات احتیاط الظہر پڑھیں لیکن عوام کو نہ فرمائیں۔ غیر مقلدین وہابی دیہات چھوٹے گاؤں میں جمعہ کے قائل ہیں اُن کی دلیل یہ ہے کہ از بعد وصال آقائے نامدار حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کسی بستی چھوٹی یا کسی کنواں یا جنگل میں پڑھادیا کرتے تھے۔

جواب: بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایسا کرنا اُن کا اپنا اجتہاد تھا جو کہ بمقابلہ حدیث مرفوع کے قابلِ اعتبار نہیں ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے اپنی ظاہری زندگی میں کسی بستی یا جنگل میں نہ جمعہ پڑھا ہے نہ کسی کو حکم دیا ہے بلکہ آپ نے عرفات ایام حجۃ الوداع میں باوجودیکہ آپ کے پاس کئی ہزار صحابہ موجود تھے لیکن آپ نے وہاں جمعہ نہیں پڑھا اور نہ ہی کسی کو حکم دیا اور نہ ہی آپ نے قبل از ہجرت مکہ معظمہ میں جمعہ پڑھا یا باوجودیکہ فرضیتِ جمعہ کا علم آپ کو ہو چکا تھا اور مدینہ منورہ والے بادشاہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھ کر جمعہ ادا کرلیا کرتے تھے۔ آپ نے مکہ معظمہ میں اس لئے جمعہ نہ پڑھا کہ وہاں ابھی شوکت وحکومت بوجہ غلبہ کفار حاصل نہ تھی اور یہ شعارِ اسلامیہ سے ہے جن کا اعلانیہ ادا کرنا لازمی تھا اسی لئے آپ مکہ معظمہ میں ادا نہ کرسکے۔ جمعہ اگر اور نمازوں کی طرح ہوتا تو ضرور ادا فرماتے اس سے معلوم ہوا کہ حکومتِ اسلامیہ وشوکتِ سلطانیہ کا ہونا ضروری ہے۔ (دار قطنی)

تاریخ کی کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حبشہ کے عیسائی بادشاہ کی طرف جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہجرت

فرما گئے تھے اور وہ عرصہ قریب چھ سال سے زائد ہے سوائے جمعہ کے تمام احکام جو اُن کے ذمہ تھے ادا کئے لیکن جمعہ نہیں پڑھا۔ حالانکہ اُن کو جمعہ کی فرضیت کا علم پہلے سے ہی ہو چکا تھا۔ اس مسئلہ کی مزید تحقیق و تفصیل فقیر نے احسن القریٰ فی الجمعة فی القریٰ میں لکھی ہے۔

هذا آخر ما سطره الساطر

ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان

۲۲ جمادی الآخر ۱۴۱۲ھ۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۹۱ء بعد صلوٰۃ العشاء